

عشق تماشا



از منت عمران



عشق تماشا

از منقہ عمران

مکمل ناول

وہ بہت پریشان تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔ سوچ سوچ کر، اس کا دماغ پھٹ رہا تھا۔۔

خوشخبری رائلٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

--- یہ اس سے کیا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ تو اپنی پچھلی غلطی سدھارنے لگی تھی کہ اس سے ایک اور غلطی ہو گئی۔۔۔ او میرے خدا یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔۔۔ زل نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔۔۔ امی جان کا سامنا وہ کیسے کرے گی اب اور سیما باجی اور باقی سب۔۔۔ سوچ سوچ کے اسے ہول اٹھ رہے تھے۔۔۔ آج سے تین سال پہلے جس مقام پر وہ کھڑی تھی آج پھر اس مقام پر تھی۔۔۔ یا اللہ تو

ہی مجھے راستہ دکھا میرے مالک۔ تو ہی میری مدد فرما۔۔۔ اس کے ہاتھ بے اختیار دعا کے لئے اٹھے تھے۔۔۔ مگر وہ جانتی تھی اس کی دعائیں بھی اس بار آنے والے طوفان کو نہیں روک سکتی تھیں۔۔۔



۔ کلثوم بیگم اور زرینہ بیگم سگی بہنیں تھیں۔۔۔ کلثوم بیگم کی دو بیٹیاں عاتزہ اور ماندہ اور چار بیٹے سیماب۔۔۔ عماد۔۔۔ عقیل اور اسد تھے۔۔۔ جبکہ زرینہ بیگم کی تین بیٹیاں عائش۔۔۔ سیما، اور زمل جبکہ بیٹا کوئی نہیں تھا۔ پورے خاندان۔۔۔ میں زرینہ کی بیٹیاں سب سے خوبصورت تھیں۔ پورے خاندان کے لڑکوں کی نظریں ان پر تھیں۔۔۔ پر ان مائیں ان کی غربی کی وجہ سے انھیں اپنانے سے انکاری تھیں۔۔۔ زرینہ بیگم کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح اس کی بیٹیوں کے رشتے ان کے ننھال میں ہو جائیں۔۔۔ کیوں کہ ان کی دودھال میں تو غربت نے ڈھیرے ڈال رکھے تھے۔۔۔ مگر ان کیساری کوششیں رائیگاں گئیں۔۔۔ مجبوراً انھوں نے اپنی بڑی بیٹی کا رشتہ خاندان سے باہر دیا۔۔۔ اب ان کی خواہش تھی کہ کسی طرح عائش سے چھوٹی سیما کا رشتہ خاندان میں ہو جائے۔۔۔ آخر ان کی دعائیں رنگ لائیں اور ان کی بہن کلثوم نے اپنے بیٹے کی خواہش پر اس کا رشتہ سیما کے لئے ڈال دیا۔۔۔ زرینہ بیگم تو مارے خوشی کے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔۔۔ پر یہاں ان کے شوہر صابر صاحب نے رولا ڈالا۔۔۔ انھیں شاکر خان سے خدا واسطے کا بیر تھا۔۔۔ شاکر خان انھیں ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔۔۔ وہ اس رشتے سے مسلسل انکاری تھے پر آخر زرینہ بیگم کی ضد کے آگے وہ ہار

زمل اسی طرح پریشان بیٹھی تھی۔۔۔ کہ باہر دستک ہوئی۔۔۔ ارے زمل۔۔۔ اٹھ جا، اب۔۔۔ کتنا سوتی ہے تو۔۔۔ جب سے سکول سے آئی ہے کمرے میں گھسی ہے۔

اٹھ جا۔۔۔ شام کو سیمانے بھی آنا ہے اپنے میاں کے ساتھ وہ بھی تیاری کرنی ہے۔۔۔ زمل جو سکول سے آکر کمرہ بند ہو کر پریشان بیٹھی تھی۔۔۔ زرینہ بیگم کی آواز پر ہڑبڑا کر آٹھی۔۔۔ اس نے اپنا موبائل off کر کے الماری میں رکھا۔۔۔ اور دوپٹہ صحیح کرتی باہر آگئی۔۔۔ کیا بات ہے زمل تو ٹھیک ہے نہ۔۔۔۔۔ وہ باہر نکلی تو زرینہ بیگم نے پوچھا۔ کچھ نہیں امی جان بس آج بہت تھکن ہو گئی تھی۔۔۔ بچوں کے پیپر ہیں نہ۔۔۔ وہ ایک پرائیویٹ سکول میں ٹیچر تھی۔۔۔ زمل نگاہیں چراتی کچن میں گھس گئی۔۔۔۔۔ رات کے لئے کیا بنائوں۔۔۔ امی۔۔۔ ارے بھنڈی گوشت بنا لے ساتھ پلاؤ جانتی ہے نہ۔۔۔ سیمانے کھانے پینے کا کتنا شوقین ہے۔۔۔ کلثوم بیگم نے ساگ صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ ابا نہیں آئے امی جان۔۔۔ زمل نے ابا کو نہ پا کر امی سے پوچھا۔۔۔ ارے آگئے ہیں۔۔۔ میں نے کھانا دے دیا تھا۔۔۔ چائے بھی بنا دی تھی۔۔۔ ابھی بیٹھک میں بیٹھے ہیں۔۔۔ قدوسی صاحب آئے ہیں۔۔۔ جا تو بھی انھیں سلام کر آ۔۔۔ قدوسی صاحب کے آنے کا، سن کر زمل کے ہاتھ کام کرتے رک گئے۔۔۔۔۔ رہنے دیں امی جان۔۔۔ یہ قدوسی انکل کون سا ابک بار آتے دن میں دس چکر تو لگاتے ہیں یہاں کا۔۔۔ زمل نے جھلائے ہوئے لہجھے میں کہا۔۔۔ وہ گوشت ابلنے کے لئے رکھ کر بھنڈیاں کاٹنے بیٹھ گئی۔۔۔ ارے تو جگ جگ آئیں۔۔۔ ان کے دوست کا گھر ہے۔۔۔ پڑوسی ہیں ہمارے۔۔۔ اور سب سے بڑی بات سر ہیں تمہارے۔۔۔ زرینہ بیگم کو، اس کی بات پسند نہیں آئی تھی۔۔۔ یہ بھنڈیاں رکھو یہاں اور جا کر سلام کر کے آؤ۔۔۔ کیا سوچیں گے۔۔۔ کہ ہونے والی بہو نے انھیں سلام نہیں

Whatsapp : 03335586927

Whatsapp : 03335586927

Whatsapp : 03335586927

● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

Whatsapp : 03335586927

اتنے میں صابر صاحب گھر میں داخل ہوئے۔۔ اور چلائے۔۔ خبردار جو آج کے بعد کسی نے اس گھر میں زرینہ یا ان کے گھر کے کسی فرد کا نام لیا تو۔۔ ہمارا ان میں سے کسی کے ساتھ آج کے بعد کوئی تعلق نہیں۔۔ میں سارے تعلق ختم کر آیا ہوں اور تم دونوں بھی کان کھول کر سن لو اور، اپنی ماں کو بھی سمجھا دو۔ یہ بات اچھی طرح۔۔ آئندہ میں نے کچھ بھی سنا اس، گھر میں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ ہنسیاں سے کوئی وہاں جائے گا اور نہ وہاں سے کوئی آئے گا۔ صابر صاحب بیٹیوں پر چلاتے اندر اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔ امی جان۔۔۔ زمل نے کانپتے لہجے میں پوچھا۔۔ ابا ٹھیک کہہ رہے کیا۔۔۔ ہاں۔۔۔ انھوں نے ایک لفظ میں جواب دیا اور آٹھ کر اندر چلی گئیں وہ بھی۔۔۔ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں ٹوٹے خواب اور اس کی کرچیاں وہ نہیں دیکھ سکتی تھیں۔۔۔۔۔ سیمبا جی۔۔۔ زمل نے آگے بڑھ کر انھیں سنبھالنا چاہا جو امی جان کی بات پر بالکل سرد ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔ رک جائو زمل۔۔۔ انھوں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔ مگر سیمبا جی۔۔۔ زمل آگے بڑھی۔۔۔۔۔ پر سیمبا وہاں سے بھاگتی ہوئی چلی گئی اور کمرہ اندر سے بند کر لیا۔۔۔۔۔ زمل وہیں گم سم کھڑی رہ گئی۔۔۔۔۔ آج دو دل ٹوٹے تھے۔۔۔ دو جسم۔ ماتم۔ کناہ تھے۔۔۔۔۔ زمل کا دل دکھ سے بھر گیا۔۔۔ اس نے غصے میں جا کر اپنا موبائل اٹھایا اور اسد کا نمبر ملا یا۔۔ اسد سیمبا کا دیور اور کلثوم خالہ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔۔۔ اسد، سے اس کی ملاقات سیمبا جی کی منگنی پر ہوئی تھی۔۔۔ زمل کو وہ بہت اچھا لگا تھا۔۔۔ اور یوں دونوں کی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔ اسد کی طرف سے تو باقاعدہ محبت تھی اور وہ اسے پرپوز بھی کر چکا تھا پر زمل نے اسے ابھی کوئی آس نہیں تھمائی تھی۔۔ وہ اسے تھوڑا اور انتظار کروانا چاہتی تھی۔۔۔ پہلی رنگ پر اسد نے کال رسیو کر لی۔۔۔ زہے نصیب۔۔۔ آج تو قسمت جاگ گئی ہماری۔۔۔ کہ آپ نے ہمیں خود

● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

زمل رات کو سب کو کھانا دے کر سب کے بستر لگا کر فارغ ہوئی تو۔۔۔ اپنے کمرے میں آگئی۔ سیما باجی اور امی پرانے قصے لے کر بیٹھیں تھیں۔۔۔ شاہد بھائی ابا کے ساتھ بیٹھک میں تھے وہ ابھی واپس جانے والے تھے جبکہ سیما باجی رہنے آئیں تھیں۔۔۔ کمرے میں۔ آکر اس نے الماری کھولی اور موبائل نکالا۔۔۔۔۔ موبائل آن کرے یا نہ کرے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ میں کتنی پریشان ہوں۔۔۔ وہ بھی تو کتنا پریشان ہو رہا ہو گا نمبر آف ہونے سے۔ مجھے اس، راستے پر نہیں جانا۔۔۔ پر راہ فرار بھی تو حل نہیں نہ۔۔۔ آخر اس نے خود سے لڑتے لڑتے موبائل آن کر ہی لیا۔۔۔۔۔ آن ہوتے ہی موبائل پر کال آنے لگی۔۔۔۔۔ سکرین پر اسد کا نمبر چمک رہا تھا۔۔۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے کال رسیو کی۔۔۔ کیوں نمبر آف تھا تمہارا۔۔۔ جانتی ہو نا میں کتنا پریشان ہوں گا۔۔۔ زمل۔۔۔۔۔ زمل تم کچھ بول کیوں نہیں رہی۔ اس کی خاموشی پر۔ اسد کی پریشان کن آواز آئی۔۔۔ وہ وہ سیما باجی آئی تھیں نہ تو تب نمبر آف تھا۔۔۔ زمل نے جھجھکتے ہوئے بتایا۔۔۔ او سیما باجی آئی ہیں کیسی ہیں وہ۔۔۔ یہ اچھا ہے نہ وہ آئی ہیں۔۔۔ میرے خیال میں تمہیں ان سے بات کر کر لینی چاہیے۔۔۔ کرو گی نہ۔۔۔ اد نے آس بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔ ہاں کروں گی۔۔۔ زمل نے خشک ہونٹوں پر زبان۔۔۔ پھیری۔۔۔۔۔ چلو اسد میں پھر بات کروں گی۔۔۔ ابھی سیما باجی کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔ اس سے خود کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ ہاں ہاں جاؤ زمل پر پلینز دوبارہ نمبر آف نہیں کرنا۔ اسد نے اسے تلقین کی اور کال بند کر دی۔ زمل موبائل پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔ میں کیا کروں یا اللہ۔۔۔۔۔ سیما باجی سے بات۔۔۔۔۔ اس نے جھر جھری لی۔۔۔۔۔ کاش اس کے پاس جادو کی چھڑی ہوتی جسے وہ گھماتی تو رشتوں کی الجھی یہ ڈوریاں کسی طرح سلجھ جاتی۔۔۔۔۔ کیوں کہ اس کے بس سے تو باہر تھا سب۔۔۔۔۔ وہ ادھر

Whatsapp : 03335586927

تھی۔۔۔ مگر یہ بات وہ اسے بتا نہیں پائی تھی۔۔۔ اس نے ایک میسج لکھا اسد کے نام۔۔۔ اس کے ساتھ کانپے آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو نکلے پر اس نے وہ میسج سینڈ کر دیا۔۔۔ اس کے بعد اس نے موبائل سے سم نکال کر توڑ دی۔۔۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ تھی۔۔۔ پھر کتنے دن لگے تھے اسے خود کو سنبھالنے میں۔۔۔ مگر سارا دن اس کا کھوئے کھوئے گزر جاتا۔۔۔ آخر اس نے تنگ آکر پڑوس میں ایک پرائیویٹ سکول join کر لیا۔ اب یوں اس کا زہن تھوڑا مصروف ہو گیا۔۔۔ پھر سیما باجی کی شادی کے ایک ماہ بعد قدوسی صاحب نے اپنے بیٹے کے لئے اس کا ہاتھ مانگا جسے ابا نے خوشی سے قبول کیا، اور یوں اس کے نام خاور کے نام کی آنکھوٹی سج گئی۔۔۔ زمل نے بھی سیما کی طرح اف نہ کی اور اچھی بیٹیوں کی طرح ماں باپ کی رضا پر سر جھکا دیا۔۔۔ زندگی ایک ڈگر پر آگئی تھی۔۔۔ زمل کے اندر سنائے تھے۔۔۔ ایک بار اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اسد کا نمبر ملایا مگر یہ کیا نمبر بند تھا۔۔۔ زمل کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ یہ نمبر کیوں بند ہے۔۔۔ زمل نے بھی تو واپسی کا راستہ نہ چھوڑا تھا تو پھر وہ اسد سے کیا گلہ کرتی۔۔۔ پھر اب تو اس کی قسمت خاور سے جوڑ دی گئی ہے تھی۔۔۔ اس نے خود کو حالات کے دھارے ہر چھوڑ دیا۔۔۔ پر اسد کی یادیں اسے چیں نہیں کینے دیتی تھیں۔۔۔ اس نے اک دل توڑا ہے اور یہ بات اسے سکون سے جینے نہیں دیتی تھی۔۔۔ ارے زمل ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہے۔۔۔ تم کدھر گم ہو۔۔۔ ہاں۔۔۔ سیما کی آواز پر زمل اپنے خیالوں سے باہر آئی۔۔۔ کچھ نہیں باجی۔۔۔ زمل شرمندہ ہوئی۔۔۔ وہ بس میں آ ہی رہی تھی۔۔۔ اس نے جلدی سے ٹرے آٹھائی اور ان کے پیچھے امی جان کے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔

اس دن ان کے گھر کسی نے رات کا کھانا نہیں کھایا۔۔۔ زل سب کے دروازے پر دستک دے آئی پر کسی نے دروازہ نہیں کھولا۔۔۔ آخر تھک کر وہ بھی اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔ اسے اسد کی کال کا انتظار تھا جو انتظار ہی رہا۔۔۔ اسد کی کال رات کے بجائے صبح آئی تھی۔۔۔ جو بھی ہوا اس پر وہ بھی بہت پریشان تھا۔ کہ اس سب کا اثر اس کی زندگی پر بھی پڑنا تھا۔۔۔ اگلے دن اسد نے کال کی تو، اس نے سیما باجی سے عماد بھائی کی بات کرانے کو کہا۔۔۔ زل موبائل کے کران کے پاس گئی جو خاموشی سے کچن میں کام کر رہی تھیں۔۔۔ زل نے ہمت کر کے کہ انھیں پکارا۔۔۔ سیما باجی عماد بھائی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ کون عماد۔۔۔ سیما انجان بنی۔۔۔ میں کسی عماد کو نہیں جانتی۔۔۔ اور تم بھی یہ فضولیات چھوڑو اور اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔۔۔ انھوں نے سختی سے کہا۔۔۔ چلو۔۔۔ جاءو اور یہ ناشتہ کے جا کر ابا کو دو۔۔۔ انھوں نے ٹرے سیٹ کر کے اس کے ہاتھ میں پکڑائی اور خود برتن دھونے لگ گئیں۔۔۔ زل کچھ دیر کھڑی رہی پھر جب سیما نے کوئی توجہ نہیں تو زل نے موبائل ٹیبل پر رکھا۔۔۔ میں ناشتہ لے کر جا رہی ہوں اور یہ موبائل پڑا ہے ہو سکے تو ایک آخری بار عماد بھائی سے بات کر لیجئے گا۔۔۔ وہ ان پر آخری نظر ڈالتی باہر نکل گئی۔۔۔ اس کے جاتے ہی سیما نے کب سے ر کے آنسوؤں کو بہنے دیا۔ پوری رات وہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر ماتم کننا رہی۔۔۔ محبت کے پھول کھلنے سے پہلے ہی مرجھا گئے تھے۔۔۔ اس نے خود کو مضبوط کیا اور موبائل کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔۔۔ کاش عماد آپ ابا کی بات نہ مانتے ڈٹ جاتے اپنی بات پر تو کم از کم مجھے ٹھکرائے جانے کا غم تو نہ ہوتا۔۔۔ اس نے بہتے ہوئے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑا اور برتن دھونے لگ گئی

دوبارہ سے۔۔۔۔۔ زمل واپس آئی تو موبائل ہنوز ادھر ہی پڑا تھا۔ اس نے دکھ سے اپنی بہن کو دیکھا اور۔۔۔ موبائل اٹھا کر خاموشی سے اپنے کمرے میں آگئی۔ یوں ہی اداسی سے دن گزرتے رہے۔۔۔ بس زندگی گزر رہی تھی۔۔۔ اماں ہر وقت خاموشی سے بیٹھی تسبیح رولتی رہتیں۔۔۔ ابا بیٹھک میں قدوسی صاحب کے ساتھ مصروف رہتے۔۔۔ سیما باجی گم سم کام میں لگی رہتیں۔۔۔ ان سب میں ایک زمل تھی جو بولائی بولائی پھرتی۔۔۔ آخر ایک دن کچھ قدوسی صاحب کے ساتھ مہمان آئے۔۔۔ ایک خاتون اور ان کے ساتھ ایک مرد تھا۔۔۔ وہ سیما آپا کیلئے رشتہ لے کر آئے تھے۔۔۔ انھوں نے سرسری سا سیما آپا کو دیکھا، اور بات پکی کر گئی۔۔۔۔۔ زمل امی جان سے کہتی رہ گئی امی جان باجی کو کچھ تو سنبھالنے کا time دیں پر زرینہ بیگم نے اپنی خاموشی نہ توڑی۔۔۔ اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے سیما باجی کی شادی ہو گئی۔۔۔ شاہد ایک پکی عمر کا لڑکا تھا۔۔۔ سب بہن بھائیوں کو سنبھالنے کے چکر میں اس کی عمر کافی نکل گئی تھی۔۔۔ قدوسی صاحب کی وسعت سے انھیں سیما کا پتہ چلا۔۔۔ اور رشتے کی بات چلائی۔۔۔۔۔ شاہد کے گھر والوں کا ابھی اس کی شادی کا ارادہ نہیں تھا مگر دنیا والوں کے منہ بند کرنے کی خاطر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رشتہ لے کر آئے۔۔۔ انھیں امید نہیں تھی کہ یوں ہاں ہو جائے گی شادی کی۔۔۔۔۔ مجبوراً انھیں یہ شادی کرانی پڑی۔۔۔۔۔ سیما رخصتی سے ایک دن پہلے زمل کے کمرے میں آئی تھی اور اسے کہا۔۔۔۔۔ زمل میں چاہتی ہوں جس درد سے میں گزری ہوں تم اس درد سے نہ گزرو۔۔۔ جو تکلیف مجھے ہوئی وہ تمہیں نہ ہو۔۔۔ اس لئے اسد کی طرف جانے والے قدم ابھی روک لو۔۔۔ بعد میں دل ٹوٹنے سے اچھا ہے پہلے ہی اس کا دل توڑ دو۔۔۔۔۔ وہ آگے بڑھیں اور اسے گلے

Whatsapp : 03335586927

والوں یا اپنی محبت سے دست بردار ہونے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔۔۔۔ اسد نے غصے سے کہہ کر کال بند کر لی۔۔۔۔۔ زل وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اسد کے تیور بتا رہے تھے وہ اب رکنے والا نہیں تھا۔۔۔۔۔ اف میرے خدا۔۔۔۔۔ یہ کیا ہو گیا مجھ سے۔۔۔۔۔ وہ ادھر ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ سکول جانے کا ارادہ اس نے کینسل کر دیا تھا۔ وہ اس دن کو پچھتا رہی تھی جب وہ نانو کے گھر کزن کی شادی پر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کا زہن ہیکھے ماضی میں چلا گیا۔۔۔۔۔ اسے یاد تھا وہ دن جب زرینہ بیگم نے اسے شادی پر بھیجا تھا۔۔۔۔۔ ان کی ماموں کی بیٹی کی شادی تھی۔۔۔۔۔ زرینہ بیگم بیمار تھیں اس لئے وہ شادی پر نہیں جا سکتی تھیں۔۔۔۔۔ اس لئے صابر صاحب کے ساتھ زل کو بھیجا انھوں نے۔۔۔۔۔ زل بے زاری سے شادی میں شرکت کے لئے آئی۔۔۔۔۔ اسے نہیں ہتہ تھا یہاں اسے اس کی قسمت ملے گی۔ وہ سرخ لباس میں کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ اتنے عرصے بعد وہ ہلکا پھلکا تیار ہوئی ورنہ اس نے تو خود پر توجہ دینی کب کی چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔ سب نے اسے پر جوش و یکم کیا آخر اتنے عرصے بعد وہ کسی شادی کی تقریب میں شامل ہوئی تھی۔۔۔۔۔ سب کزن نے اسے خوشامدید کہا اور خوب تعریف کی اس کی خوبصورتی کی جسے زل نے بے دلی سے سنا۔۔۔۔۔ جب دل کی دنیا ویران ہو تو پھر کچھ بھی معنی نہیں رکھتا۔۔۔۔۔ وہ ایک خاموش گوشے میں آ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ اس کی مامی آ گئیں۔۔۔۔۔ ارے زل بیٹا یہ سارہ کدھر ہے۔۔۔۔۔ وہ شاہد اہنی بیٹی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔۔۔ پتہ نہیں مامی میں نے نہیں دیکھا سارہ کو۔۔۔۔۔ زل نے اٹھ کر کھڑے ہو کر انھیں جواب دیا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کہاں رہ گئی ناہجار۔۔۔۔۔ انھوں نے اپنی بیٹی کو کوسا۔۔۔۔۔ کوئی کام ہے مامی تو مجھے بتائے۔۔۔۔۔ زل نے مروتا کہا ورنہ اس کا ارادہ یہاں سے ہلنے کا نہیں تھا۔۔۔۔۔ ہاں کام ہے نہ۔۔۔۔۔ چلو سارہ نہیں تو اس کی جگہ تم

تیرے نام کے حرف کی تسبیح کو
سانسوں کے گلے کا ہار کیا
دنیا بھولی اور صرف تجھے
ہاں صرف تجھے ہی پیار کیا ۔

تمہیں ہم سے بڑھ کر دنیا
دنیا تمہیں ہم سے بڑھ کر
ہم کو تم سے بڑھ کر کوئی جان سے پیارا نہ ہو گا
تو بول کفارا۔۔ کفارا۔۔ بول کفارا کیا ہو گا۔۔۔۔۔

پورے گھر میں سنگر کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ وہ پوری طرح گانے کے بولوں میں گم تھی۔۔۔ آج وہ دشمن جان پتہ نہیں کیوں اتنا یاد آرہا تھا۔۔۔ اس نے کتنی کوشش کی پھر اسد سے رابطہ کرنے کی۔۔۔ پر پھر اسد کا نمبر کبھی آن نہیں ہوا۔۔۔ دونوں خاندانوں میں خفگی بدستور قائم تھی۔۔۔ انا جانا بھی نہیں

تھا۔۔ نمبر بند کرنے کے بعد زمل۔ کو احساس ہوا وہ تو پور پور اس کی محبت میں ڈوبی ہے۔۔۔ اسے اپنے کئے پر پچھتاوا تھا پر اب وقت واپس نہیں آسکتا تھا۔۔ وہ اسد کو میسج لکھ کر بتا چکی تھی کہ اس کے دل میں اسد کے لئے کچھ بھی نہیں۔۔ وہ اسے صرف اپنا کزن سمجھتی ہے اور اس کے دل میں اسد کے لئے کوئی feelings بھی نہیں۔۔ اور تین سال گزر گئے۔۔ زمل آج بھی اس، احساس پچھتاوے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔ کاش، اسے اسد ایک بار مل جائے تو وہ اسے بتا پائے کہ اسنے اس سے جھوٹ بولا تھا۔۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں کھوئی۔۔ آہستہ آہستہ اوپر جا رہی تھی کہ بری طرح کسی سئی ٹکرا گئی اس نے بے اختیار سامنے والے کا بازو تھاما خود کو گرنے سے بچانے کے لئے۔۔۔ i m extemly sorry... زمل نے اپنا سر پکڑتے سامنے والے کو سوری بولا۔۔۔ جب سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا تو اس نے بے اختیار سامنے دیکھا۔۔ اور، اگلے ہی پل پتھر بن گئی۔۔۔

اسد دد دد دد۔۔۔۔۔ جب کہ سامنے والے کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔۔۔۔۔ کتنی دعائیں مانگی تھیں اس نے اس پل کے لئے۔۔۔۔۔ کہ ایک بار اسے اسد مل جائے۔۔ اور اس کی دعا آج تین سال بعد قبول ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ اس کے برعکس سامنے والے نے دعائیں مانگی تھیں کہ اس کا، سامنا زمل سے کبھی نہ ہو۔۔۔ وہ اس چہرے کو کبھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔ مگر اس کی خواہش پوری نہیں ہوئی تھی۔۔۔ پورے تین سال بعد وہ اس کو دیکھ رہا تھا

دل غلطی کر بیٹھا ہے۔۔۔

غلطی کر بیٹھا ہے دل

کفارہ

بول کفارہ کیا ہو گا۔

زمل کو جیسے ہوش آئی وہ ظالم جا چکا تھا۔۔۔۔۔

اسد اسد وہ پانگلوں کی طرح اسے ادھر ادھر ڈھونڈنے لگی۔۔۔

اسد پلیر میری بات تو سنو۔۔۔۔۔ پلیر ایک بار اسد۔۔۔۔۔ پلیر زرز۔۔۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو

دی۔۔۔۔۔ اسے اپنے ارد گرد کچھ ہوش نہیں تھا۔ وہ اس پل کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔ اپنے داغ

ندامت کو دھونا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ کتنی دیر اسے ڈھونڈتی رہی۔۔۔ جب کہیں نہیں۔ ملا تو تھک کر بیٹھ

گئی وہ نجانے کتنی دیر۔۔ بیٹھی ادھر روتی رہی جب اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ ایک دم

پیچھے مڑی تو اسد کھڑا تھا۔۔۔ وہ کب سے اسے ادھر ادھر خود کو ڈوہنڈتا دیکھ رہا تھا۔ آخر اس کے

آنسو برداشت نہیں ہوئے تو سامنے آگیا۔۔۔

کیوں اپنے پر آئی تو رونے لگی تم ہاں۔۔۔ کیوں سنوں میں تمھاری بات۔۔۔ تم تو مجھ سے پیار نہیں

کرتی نا۔۔ میں تو صرف تمہارا کزن تھا۔۔ تم نے تو خود ہی تو مجھے اپنے آپ سے دور کیا تھا۔۔ اب

کیوں پھر مجھے روک رہی ہو۔۔۔ اب اور کیا سنانا ہے۔۔۔ تمہیں احساس ہے تین سال پورے تین سال

میں کتنی ازیت میں رہا ہوں۔۔۔ پل پل مرا ہوں۔۔۔ پل پل جیا ہوں۔۔۔ اور تم آج کسی اور کے نام

کی انگھوٹی پہن کر میرے سامنے آکر یہ ٹسو بہا رہی ہو اور چاہتی ہو کہ میں تمہاری بات سنوں۔۔۔
 اب سننے کو کیا بچا ہے ہاں۔۔۔ بولو زمل۔۔۔ وہ بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔۔۔
 i m sorry asad...i m sorry۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ زمل شدت سے اس کے سینے سے جا
 لگی۔۔۔ خاندانی رنجشیں۔۔۔ ابا کا غصہ۔۔۔ سیما کی ٹوٹی منگنی۔۔۔ اور نہ ہی اپنا کسی اور کی امانت ہو
 نا۔۔۔ اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔۔۔ اسے یاد تھا تو یہ شخص جس سے وہ تین سالوں سے پاگلوں کی طرح
 عشق کر رہی ہے۔ جسے اک نظر دیکھنے کے لئے ترس رہی ہے۔۔۔
 مجھے معاف کر دو اسد۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں بھی تم سے بہت پیار کرتی تھی اور اب
 بھی۔۔۔ کرتی ہوں۔۔۔ میں ڈر گئی تھی اس وقت عماد بھائی اور سیما باجی کی محبت کا انجام دیکھ
 کر۔ اسلئے جھوٹ بولا تم سے۔۔۔ تین سال اگر تم تڑپے ہو تو سکون سے میں بھی نہیں رہی۔۔۔ پلیز
 معاف کر دو مجھے۔۔۔ وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔۔
 relax زمل۔۔۔ اسد نے اسے نرمی سے خود سے الگ کیا وہ پاگل تو بھول بیٹھی تھی کہ وہ ایک
 مہمانوں سے بھرے گھر میں کھڑے ہیں۔۔۔ اور کسی بھی وقت یہاں کوئی آسکتا ہے۔۔۔
 چلو یہاں سے۔۔۔
 وہ اسے یہاں سے لے کر ایک خاموش گوشے کی طرف لے گیا جہاں کوئی آتا بھی تو ان پر اس کی
 نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔۔۔ وہ اب بھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔ اس کے اندر تین سال سے بند
 غبار آنسوؤں کی صورت نکل رہا تھا۔۔۔

تم نے نمبر کیون آف کر دیا تھا۔۔۔ جانتے ہو میں نے کتنی کوشش کی تم سے رابطے کی۔۔۔ لیکن نہیں ہو پایا۔۔۔

اب تم مل گئی ہو نہ میں آج ہی موبائل لیتا ہوں۔ تم اپنا نمبر مجھے دے دو۔

اسد۔۔۔ زل نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔

نہیں اب کچھ مت کہنا زمل۔۔

Page 24

میں اتارا۔۔۔ پھر تھوڑا سا باہر جھانک کر دیکھا کوئی ہے تو نہیں۔۔۔ پر کوئی نہیں تھا۔ سب اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔۔۔

چلو۔ میدان صاف ہے۔۔۔ پہلے تم جائو پھر میں آتا ہوں۔۔۔ اسد نے زمل کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور اگے بھیجا۔۔۔ وہ اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک وہ آنکھوں سے دور نہیں ہو گئی

--

--

--

--

--

زمل پوری شادی میں پھر اسد کی نگاہوں کا مرکز رہی۔۔۔ جب شام کو وہ واپسی کے لئے نکل رہے تھے تو اسد سے زمل کی ملاقات نہیں ہو سکی۔۔۔ زمل اداس سی گھر آگئی۔۔۔۔۔ وہ اسد سے مل کر انا چاہتی تھی۔۔۔ کہ پھر قسمت میں ملنا ہو یا نہ ہو پر کامیاب نہیں ہو پائی صابر صاحب نے آتے وقت اتنی جلدی مچائی کہ وہ بس جلدی جلدی میں گھر واپس آگئے۔۔۔ رات کو اپنے کمرے میں آکر اس نے

جب سوچا تو اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔ اپنی ایک غلطی کو صحیح کرنے کے چکر میں اس سے دوسری غلطی ہو گئی تھی۔۔۔ جذبات کی رو میں بہہ کر اس نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا۔۔۔

اسد اب روز کال کرتا۔۔۔ اس کی محبت میں پہلے سے زیادہ شدت آگئی تھی۔ زل کے اظہار نے اسے مزید شیر بنا دیا تھا۔۔۔۔۔ اب جب بھی وہ کال کرتا زل کو منگنی توڑنے کا کہتا۔۔۔ وہ اسے سیما باجی سے مدد لینے کا کہتا۔۔۔ وہ جلد از جلد زل کا رشتہ بھیجنا چاہ رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنے گھر میں بات بھی کر لی تھی۔۔۔ اور وہ سب تھوڑی سی کوشش سے مان بھی گئے تھے۔۔۔ اب اسد چاہتا تھا کسی طرح زل سیما سے مدد لے کر منگنی توڑ دے اپنی۔۔۔ زل سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی۔۔۔ وہ کیسے یہ بات سب سے کر سکتی تھی۔۔۔ مگر اس نے ہر حال میں کرنی تھی نہیں تو وہ پاگل اس بار خاموشی سے بیٹھنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔ زل کا، سر درد سے پھٹنے لگا۔۔۔ وہ جانتی تھی اب گھر میں بھونچال آئے گا۔۔۔۔۔ مگر نہیں اس نے تین سال پہلے اپنی محبت سے دستبرداری اختیار کی تھی اپنے ماں باپ کی رضا پر پھر وہ آج کیسے انھیں دوبارہ دکھ دے سکتی تھی۔۔۔ وہ اٹھی اور بے اختیار سجدے میں گر گئی۔۔۔

اے میرے اللہ تو جانتا ہے میرے دل پر میرا اختیار نہیں۔۔۔ مجھے تو ہی اس پریشانی سے نکال۔۔۔۔۔ تو ہی میری مدد کر۔۔۔ میں اسد کو دوبارہ دکھ نہیں دینا چاہتی۔۔۔۔۔ پر۔۔۔ میں اپنے والدین کو بھی دکھ نہیں دے سکتی۔۔۔ تو ہی میری مدد کر مولا۔۔۔ میری بے سکونی کو ختم کر دے۔۔۔ وہ کتنی دیر سجدے میں، آنسو بہاتی رہی۔۔۔ اور پھر اٹھ کر واش روم گھس گئی۔۔۔ ہاتھ منہ دھو کر وہ واپس آئی اور موبائل silnt لگا کر باہر آگئی۔۔۔

ارے زمل تم سکول نہیں گئی۔۔۔۔

ارے نہیں باجی۔۔۔ میں نے سوچا، آج آپ کے ساتھ دن گزارا جائے۔۔۔ اس لئے چھٹی کر لی۔۔۔
ارے بہت اچھا کیا۔۔۔ چلو آجاو برآمدے میں بیٹھتے ہیں۔۔۔ زمل ان کے ساتھ باہر آگئی۔۔۔
تم بیٹھو میں یہ چائے دے آؤں بیٹھک میں قدوسی صاحب آئے ہیں۔۔۔۔ کچھ پریشان لگ رہے
تھے۔۔۔ کہہ رہے تھے ابا سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ سیما باجی زمل سے کہتی کچن سے چائے لیتی
چلی گئیں۔۔۔

قدوسی صاحب۔۔۔ یہ تو ہر وقت یہیں پائے جاتے ہیں۔ موصوف۔۔۔ زمل۔۔۔ نے بے زاری سے سوچا
اور۔ ادھر ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔ اس کے زہن میں اسد کی دھمکی گونج رہی تھی۔۔۔
پتہ نہیں کیا ہونے والا تھا آگے۔۔۔ سیما باجی گئی تو کافی دیر واپس نہ آئیں۔۔۔
ارے یہ سیما باجی واپس کیوں نہیں آئیں۔۔۔ لگتا ہے وہ بھی قدوسی صاحب کے پاس بیٹھ گئیں
ہیں۔۔۔ زمل اٹھ کر کچن میں آگئی۔۔۔ سالن تیار تھا۔۔۔ اس نے میٹھا بنانے کا سوچا۔۔۔ وہ کھیر بہت
اچھی بناتی تھی۔۔۔ اس نے وہ ہی بنانے کا، سوچا۔۔۔ اس نے زہن سے سب سوچیں جھٹک دیں
تھیں۔۔۔ اس کی کھیر تیار ہو گئی جب سیما باجی کچن میں آئیں۔۔۔
ارے زمل بڑی اچھی خوشبو آرہی ہے۔۔۔ کھیر بنائی ہے نا۔۔۔ وہ خوش ہوئیں۔۔۔ انھیں زمل کے ہاتھ
کا میٹھا بہت پسند تھا۔۔۔

جی باجی آپ کے لئے بنائی۔۔۔

بہت اچھے زمل۔۔۔ دل خوش کر دیا۔۔۔ اس بات پر انعام تو بنتا ہے تمہارا۔۔۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا پر چلو وہ بعد میں دوں گی۔۔۔ پہلے تم کھیر فریج میں رکھ کر جاؤ اور تیار ہو جاؤ۔۔۔ میں بریانی بنا دوں گی۔۔۔ تم آکر سلاد بنا دینا بعد میں۔۔۔ ابا کے کچھ مہمان آرہے ہیں۔۔۔

ٹھیک ہے باجی۔۔۔۔۔ پر میں کیوں تیار ہوں۔ اس نے مسکراتے ہوئے استفار کیا۔۔۔۔۔

ارے تمہارے سسرال والے آرہے۔۔۔۔۔ پاگل لڑکی جاؤ۔۔۔۔۔

سسرال کے نام پر زمل کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔۔۔

شادی کی تاریخ پکی کرنے۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔ زمل حیرت سے چیخی۔۔۔۔۔ لیکن باجی۔۔۔۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں جاؤ اور تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔ زمل کو پکڑ کر سیما نے کچن سے باہر نکالا۔۔۔۔۔

زرینہ بیگم جو پڑوس میں تھیں وہ بھی عجلت میں گھر میں داخل ہوئیں انھیں بھی سیما نے پیغام بھجوا کر بلایا تھا گھر۔۔۔۔۔

زمل کمرے میں گھسی تو پھر باہر نہیں نکلی۔۔۔ وہ تیار بھی نہیں ہوئی۔۔۔ اسد کی کال پر کال آرہی تھیں۔۔۔ اس نے ایک کال بھی رسیو نہیں کی۔۔۔ وہ گھٹنوں پر سر رکھے اداس بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اس کی

قسمت میں بھی شاہد سیما کی طرح ہجر ہی لکھا تھا۔ آنسو بے دردی سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ کتنی دیر ایسے بیٹھی رہی جب سیما باجی نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ آؤ زل تمہیں بلا رہے سب۔۔۔۔۔

سیما باجی۔۔۔۔۔ زل نے دکھ کی شدت سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔

یہ کیا تم تیار بھی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ انھوں نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔۔۔۔ کانپتے ہونٹ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔۔۔۔۔ آنسو پلکوں کی بند توڑ کر بہنے کو بے تاب تھے۔۔۔۔۔ سیما سب سمجھ کر بھی انجان بنیں۔۔۔۔۔ چلو یار تم ایسے بھی پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ انھوں نے اسے محبت سے ساتھ لگایا اور کچھ بولنے کا موقع دیئے بغیر باہر لے گئیں۔۔۔۔۔ زل مرے مرے قدموں سے ان کے پیچھے گھسیٹتی گئی۔۔۔۔۔ جیسے ہی وہ باہر پہنچی اماں نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چومنا اور اسے سامنے صوفے پر لے جا کر بٹھایا۔۔۔۔۔ زل نے ایک بار بھی اوپر نہیں دیکھا وہ نگائیں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

چلیں۔۔۔۔۔ شاکر بھائی بسم اللہ کریں۔۔۔۔۔ یہ الفاظ تھے یا آہ زندگی کا پیغام۔۔۔۔۔ زل نے حیرانگی سے اوپر دیکھا۔۔۔۔۔ صوفے پر عقیل بھائی۔۔۔۔۔ ماندہ باجی۔۔۔۔۔ اور، ساتھ شاکر خالو بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ اس نے ابا اور سیما باجی کو دیکھا جو اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ امی جان کی تو خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی یہ کیسا معجزہ تھا۔۔۔۔۔ اس کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔ شاکر خالو نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ اور 5000 کا نوٹ اس کی جھولی میں ڈالا۔۔۔۔۔ ماندہ باجی نے انگوٹھی پہنائی۔۔۔۔۔ اور اسے پیار سے چوما۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

یہ رنگ ایمر جنسی میں لائیں ہیں بعد میں تم اپنی مرضی کی بنوا لینا۔۔۔ ٹھیک ہے نا۔۔۔ ماندہ نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

چلو لڑکی اب کچھ تو شرما لو کب سے پٹر ہٹر دیکھ رہی ہو سب کو۔۔۔ سیما باجی نے آگے بڑھ کر۔ اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ زمل نے جھینپ کر نگائیں جھکا لیں۔۔۔

کیسا لگا انعام۔۔۔ سیما نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ زمل بے اختیار ان کے گلے لگ گئی۔۔۔۔

آپ دنیا کی best بہن ہیں باجی۔۔۔ i lov u soooo much..

چلو جی مکھن نہ لگاؤ اب۔۔۔ انھوں نے پیار سے س کے سر پر چت لگائی۔۔۔

ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں۔۔۔۔ عقیل بھائی کھنکھارے۔۔۔ زمل نے شرماتے ہوئے انھیں سلام کیا۔۔۔۔

ہمیشہ خوش رہو اچھی لڑکی۔۔۔۔ انھوں نے اس کی ناک کھینچی اور کچھ نوٹ اس کی جھولی میں ڈالے۔۔۔

چلو زمل کمرے میں تم اب۔۔۔ میں تمہارا کھانا لاتی ہوں۔۔۔ ہم سب نے تو کھا لیا ہے۔۔۔ سیما نے اسے کمرے میں بھیجا اور اس کا کھانا ٹرے میں سیٹ کر کے لائی۔۔۔

یہ سب کیسے ہوا۔۔۔ یہ کیسا جادو ہوا سیما باجی۔۔۔۔ زمل جو بے تابی سے کمرے میں ان کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ بے اختیار ان کی طرف بڑھی۔ اور انھیں پورے کمرے میں گھما ڈالا۔۔۔۔۔

بتاتی ہوں صبر کرو لڑکی۔۔۔۔ یہ لو ساتھ تم کھانا کھاؤ نہیں تو ٹھنڈا ہو جائے گا۔ سیما نے اس کے سامنے ٹرے رکھی۔۔۔۔ تو سنو ہوا یوں کہ میں جب چائے لے کر گئی تو مجھے معلوم ہوا قدوسی صاحب

ابا سے معذرت کر رہے تھے۔۔۔ خاور نے وہاں دوہئی میں نکاح کر لیا تھا۔۔۔ وہ بہت شرمندہ تھے۔۔۔ معافی مانگ رہے تھے ابا سے۔۔۔ ابا جنھوں نے زرا سی بات پر عماد سے رشتہ ختم کر دیا تھا آج اتنی بڑی بات پر چپ کیسے ہوتے۔۔۔ انھوں نے قدوسی صاحب کو خوب سنائیں۔ قدوسی صاحب سر جھکائے چلے گئے۔۔۔ تب میں نے ابا کو حوصلہ دیا۔۔۔ ابا مجھ سے اور امی جان دونوں سے شرمندہ تھے کہ انھوں نے میری اور امی کی خوشی کی پرواہ نہیں کی۔۔۔ تو بس مجھے موقع مل گیا۔۔۔ میں اپنی بہن کی خوشیوں سے بھلا کیسے غافل ہو سکتی تھی۔۔۔ شاہد بہت اچھے ہیں میرا بہت خیال رکھتے ہیں میری زندگی تو سنور گئی جیسے تیسے۔۔۔ مگر میں تمہیں نارسائی کی آگ میں جلنے کیسے دے سکتی تھی۔۔۔ جو ہجر میں نے کاٹا وہ تمہارے نصیب میں کیوں آئے۔۔۔ اسلئے میں نے ابا کو منایا۔ میں اپنے لئے تو کچھ نہیں کر سکی لیکن تمہارے لئے مجھے خوشی ہے کہ مجھے کچھ کرنے کا موقع ملا۔۔۔ میں نے ابا کو سمجھایا۔ کہ کلثوم خالہ کی خاطر امی کی خوشی کی خاطر اور سب سی بڑی بات تمہاری خوشی کی خاطر ابا مان جائیں۔۔۔۔ اور یوں ابامان گئے کہ بقول ان کے وہ اپنی ایک بیٹی کی خوشی چھین چکے تھے اب دوسری کی نہیں چھین سکتے تھے۔ اور تمہارا ہاتھ اسد کے ہاتھ میں دے کر شاہد جو انھوں نے کیا اس کا کچھ ازالہ ہو جائے۔۔۔۔ اور بس پھر میں نے اسد کو کال کی۔۔۔ شاکر خالو سے ابا کی بات کرائی۔۔۔ ابا نے ان سے معافی مانگی۔ اور پھر انھیں یہاں آنے کی دعوت دی۔۔۔ اسد وہاں پہلے ہی سب clear کر چکا تھا۔ اس لئے سب بھاگم بھاگ آئے۔۔۔۔ یہ ایک تم ہو نکمی جس سے کچھ نہیں ہو رہا تھا اب تک۔۔۔ حالانکہ میں نے تمہیں اشارتاً کہا بھی کہ تمہارے سسرال والے ے ے ے آرہے۔۔۔۔ اب سمجھ آئی۔۔۔ پاگل لڑکی۔۔۔ سارا کھانا ٹھنڈا ہو گیا ہے۔۔۔ اب میں دوبارہ گرم کر

زل نے بے اختیار آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ بے شک اس کے رب نے اسے مایوس نہیں کیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں تشکر کے آنسوؤں سے بھیگ گئی۔۔۔ وہ اٹھی اور واشروم گھس گئی۔۔۔ وضو بنانے۔۔۔ اسد کی کال پر کال آر ہی تھی۔۔۔ پر زل کو پہلے اپنے رب کا شکر ادا کرنا تھا۔۔۔ جس نے اس کا دامن خوشیوں سے بھر دیا تھا۔

ختم شد